بی بیانِ پاکدامن

706

کے

نسب اور ورودِ لاہور کی تاریخ کے متعلق تحقیق

پیر غلام دستگیر نامی رحمۃ اللہ علیہ

(از اولادِ سیدہ حاج بنت حضرت سید احمد توختہ ترمذی)

ادارہ معارف نعمانیہ
شاد باغ، لاہور (پاکستان)

مس
۹۳۳
706

بی بیانِ پاکدامن

کے

نسب اور ورودِ لاہور کی تاریخ کے متعلق تحقیق

پیر غلام دستگیر نامی رحمۃ اللہ علیہ

(از اولادِ سیدہ حاج بنت حضرت سید احمد توختہ ترمذی)

ادارہ معارف نعمانیہ شاد باغ، لاہور (پاکستان)

Marfat.com

70
53630

سلسلہ اشاعت نمبر ۶۳

نام کتاب ——— بی بی پاکدامن
نام مصنف ——— پیر غلام دستگیر نامی
بار اوّل ——— درگاہ حضرت توختہ ترمذی لاہور
نام کاتب ——— خوشنویس فیض رسول بھٹہ
سن اشاعت بار دوم ——— نومبر ۱۹۹۲ء
تعداد اشاعت ——— دو ہزار
ہدیہ ——— دعائے خیر بحق معاونین ادارہ
بار دوم ——— ادارہ معارف نعمانیہ لاہور

عطیات بھیجنے کے لیے

ادارہ معارف نعمانیہ کرنٹ اکاؤنٹ نمبر ۴۱-۵۰۴-۱ حبیب بنک
شادباغ برانچ لاہور

نوٹ: بیرون جات کے حضرات ۲ روپے کے ڈاک ٹکٹ ارسال کر کے طلب فرمائیں

ملنے کا پتا

ادارہ معارفِ نعمانیہ ۳۲۳ شادباغ لاہور کوڈ نمبر ۵۴۹۰۰
پاکستان

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

از صاحبزادہ محمد ابو بکر ہاشمی خلف الرشید حضرت نامی علیہ الرحمۃ

رسالہ "بیبیاں پاکدامن" جو میرے والدِ محترم پیر غلام دستگیر صاحب نامی کی تصنیف ہے تقریباً چھپن ۵۶ برس سے زائد عرصہ کے بعد پھر شائع ہو رہا ہے۔ برادرِ عزیز جناب حکیم محمد موسیٰ امرتسری صاحب نے مجھے اس کا پیش لفظ لکھنے کی فرمائش "اگر پدر نتواند پسر تمام کند" کو غالباً ذہن میں رکھ کر کی ہے۔ ویسے والدِ محترم نے تحقیقی لحاظ سے اس میں کوئی پہلو ایسا نہیں چھوڑا جس پر مزید کچھ لکھا جا سکے۔ اس لیے پسر بیچارہ کیا کرے۔ اب تو پدر تمام تواند پسر چہ کند ہی کہنا چاہیئے۔

آباجی قبلہ نے جیسا کہ "عرضِ حال" میں بیان کیا کہ بیبیاں پاکدامن کے نسب میں اختلافات کی اصل وجہ وہ بیانات ہیں جو جاہل اور اَن پڑھ مجاوران اپنی دکانداری چمکانے کی خاطر لوگوں کے روبرو دیتے رہے اور اس طرح سے یہ غلط باتیں تاریخ کا حصہ بن گئیں حالانکہ اگر بہ نظرِ تحقیق دیکھا جائے تو ان بیانات کا تاریخ سے دُور کا بھی واسطہ نہیں۔

ہمارے اپنے خاندان سے ان بیبیوں کا گہرا نسبی رشتہ ہے۔ ان میں سے ایک بی بی حاج کے پسرِ نامدار سلطان حمید الدین حاکم مدفون مؤمبارک ریاست بہاول پور والئ کیچ مکران جنہوں نے بادشاہی چھوڑ کر فقیری اختیار کی، ہمارے جدِ اعلیٰ ہیں۔ حضرت

Marfat.com

حمید الدین کا سلسلہ نسب شیخ ابو الحسن علی ہکاری سے جو پیران پیر کے پیر حضرت ابو سعید مخذومی کے پیر تھے، جا ملتا ہے لہٰذا ہمارے لیے یہی مناسب ہے کہ اس حد روایت کا کہ بیبیاں پاکدامن حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صاحبزادیاں تھیں، کی نفی کی جائے ۔ اور تاریخی اعتبار سے معتبر شہادت سے کہ یہ بیبیاں مرشدِ پنجاب حضرت سید احمد توختہ ترمذی کی دختران تھیں اور اس وقت مغل مسلمان نہیں تھے۔ مغلوں کی یلغار کے دوران زمین میں سما گئیں، کو اُجاگر کیا جائے اس ضمن میں مشفقی حفیظ اللہ خاں صاحب منظر کی سعی بھی قابلِ صد ستائش ہے آپ نے

(i) حضرت بیبیاں پاکدامن تاریخ کے آئینے میں؟

(ii) حضرت بی بی پاکداماں لاہور کون ہیں اور کہاں سے آئیں؟

(iii) مزارات حضرت بی بیاں پاکدامنہ ۔ خلاصۂ تحقیق ۔

ایسی کتابیں لکھ کر اس مسئلہ پر کماحقہ تحقیق فرمائی ہے اور ساتھ ہی دمشق (شام) سے روضۂ سیّدہ رقیہ کبریٰ بنت سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ زوجہ امام مسلم بن عقیل اور مصر سے سیدہ رقیہ صغریٰ زوجہ عبد الرحمٰن بن عقیل کے روضے کی فوٹو چھاپ کر دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دیا ہے۔ اللہ انہیں جزائے خیر دے ۔

احقر

اُبوبکر ہاشمی

عرضِ ناشر

یہ رسالہ پہلی بار شعبان ۱۳۵۴ھ مطابق نومبر ۱۹۳۵ء میں صاحب زادہ محمد ابوبکر ہاشمی مدظلہ کے زیرِ اہتمام درگاہ شریف حضرت سید احمد توختہ (والد بی بیان پاکدامن) محلہ بی بیان لاہور سے چھپ کر اہلِ حق میں تقسیم ہوا۔ اب دوسری بار (۱۹۹۳ء) ادارہ معارفِ نعمانیہ اسے طبع کرانے کا شرف حاصل کر رہا ہے۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض حال

نحمدہ و نصلی علٰی رسولہ الکریم و علٰی آلہ و اصحابہ اجمعین

شہر لاہور کے جنوب مشرق کی طرف قلعہ گوجر سنگھ (اب سے ۱۶۰ سال پیشتر کا آباد کردہ) ہے۔ اس کے اور ایمپرس روڈ کے مشرق کی جانب ایک مشہور مزار بنام خانقاہ بیبیاں پاکدامن واقع ہے۔ جن بیبیوں کے یہاں مزارات ہیں وہ معتبر تاریخی نوشتوں کے مطابق حضرت سید احمد توختہ ترمذی کی صاحبزادیاں ہیں۔ سید صاحب کا مزار اندرون دروازہ اکبری متصل چوک نواب صاحب محلہ چلہ بیبیاں میں ہے۔ یہ چلہ خانہ انہی بیبیاں پاکدامن کا جانب جنوب مزار سید صاحب موصوف زیر حصہ مکان جدہ مادری خواجہ محمد اقبال بی اے وکیل و برادر انش واقع ہے۔ یہاں لوگ فاتحہ پڑھتے اور عقیدت سے چراغ روشن کرتے ہیں۔ اس چلہ خانہ کے نام پر محلہ موسوم ہے۔ اور اس کے غلط نام چھیل بیبیاں یا چہل بیبیاں کی ہیں نے ہی میونسپل کمیٹی لاہور سے بربنائے اذکار قلندری تصیح کرائی تھی۔ سید صاحب کا سلسلۂ نسب سات واسطوں سے امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے اس طرح ملتا ہے۔

(۱) حسب شجرۂ نسب عند سید اظہر حسن صاحب زاہدی ترمذی بی اے مدیر روزنامہ زمیندار لاہور سید احمد توختہ ترمذی بن علی کاکی بن حسین ثانی بن محمد حمیص بن حسین حمیص بن موسےٰ احمیص بن علی سجاد بن حسین اصغر بن امام زین العابدین۔

(۲) حسب شجرہ مندرجہ در تذکرہ حمیدیہ سید احمد توختہ ترمذی بن علی ترمذی بن حسین ثانی بن محمد مدنی بن شاہ ناصر ترمذی بن موسےٰ احمیص بن سید علی بن علی اصغر بن امام زین العابدین۔

(۳) حسب شجرہ نزد سید منور علی شاہ صاحب ترمذی مکاندار مسلم گنج مزنگ لاہور۔ سید احمد توختہ ترمذی بن سید علی کاکی بن سید حسن ثانی بن سید محمد مدنی بن سید حسن حمیص عرف ناصر ترمذی بن موسےٰ احمیص بن علی سجاد بن حسین اصغر بن امام زین العابدین۔

کوٹلی لوہاراں کے ایک صاحب مزار پر شجرہ لے کر آئے تھے۔ جو نو اماموں کے واسطہ سے امام حسین سے ملتا تھا اور عند التحقیق غلط ثابت ہوا۔

سید احمد توختہ ترمذی کا مزار مسکن نامی کے جانب مشرق واقع ہے۔ یہ ہمیشہ سے ہمارے

Marfat.com

بزرگوں کی تولیت میں رہا ہے۔ اور ۱۳۲۹ھ سے میری تولیت میں ہے۔ ۱۹۱۴ء میں خاکسار کی کوشش
سے اس کا پلستر اور فرش بندی ہوئی اور نیا دروازہ تعمیر ہوا جس پر سنگ مرمر کا کتبہ نصب ہے
اس کے بعد میں نے اس کے حجرۂ غربی اور جنوبی حصہ پر ایک منزل ڈالی جو بطور کتب خانہ اور
دار المطالعۂ خاکسار مستعمل ہے۔ مزار کے باہر زیر سقف شاگرد لڑکیاں قرآن شریف پڑھتی ہیں۔
اللہ تعالیٰ نے مجھے اس بزرگ کے جوار میں شاد آباد کر کے اور بزرگوں کے نیک نام زندہ رکھنے
کی توفیق دے کر میری اولاد اور مال میں برکت عطا کر رکھی ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

بیبیاں پاکدامن کے نسب کے متعلق جدید تاریخوں میں بہت اختلاف ہے۔ کیوں کہ یہ
ان پڑھ مجاوروں کے بیان پر مرتب کی گئی ہیں۔ میں نے حقیقت حال پر روشنی ڈالنے کیلئے یہ رسالہ
لکھا ہے تاکہ لوگ ان اشخاص کے دھوکے کا شکار نہ ہوں۔ جو واقعہ کربلا سے ان بیبیوں کا تعلق
بتلا کر ان کے مزارات پر مجلس ماتم برپا کر کے اس متبرک جگہ پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ یہ بیبیاں
اس سانحہ سے قریباً پانچ سو برس بعد پیدا ہوئیں۔ امید ہے ناظرین غور سے اس رسالہ کا مطالعہ کریں گے

تنبیہہ :- کتاب المعارف میں جس کے مؤلف علامہ ابو محمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ الکاتب الدینوری
۲۷۲ھ میں فوت ہوئے۔ (امام زین العابدین) علی کے صرف چار بیٹے از بطن ام عبداللہ بنت
امام حسن بن علی لکھے ہیں۔ (۱) حسن (۲) محمد (۳) علی الملقب افطن (۴) عبداللہ۔ علاوہ ازیں (۵) عمر اور (۶)
زید شہید بھی ان کے بیٹے تھے۔ جن کی ماں حیدان سندھ کی رہنے والی (لونڈی) تھی۔ پس معلوم ہوا کہ سید
احمد توختہ ترمذی علی افطن بن علی الملقب زین العابدین کی اولاد سے ہیں۔ جیسا کہ تذکرہ حمیدیہ میں
مسطور ہے۔ حسین امام زین العابدین کے کسی بیٹے کا نام نہ تھا شیعوں کی تاریخ الائمہ سے بھی
یہی ثابت ہے۔

بیبیاں پاکدامن کے متعلق غلط بیان،

تحقیقات چشتی میں لکھا ہے کہ ان چھ بیبیوں میں ایک تو رقیہ المشہور بی بی حاج عباس علمدار ابن
علی المرتضیٰ کی بہن تھی[1] اور پانچ حضرت عقیل برادر حضرت علی کی صاحبزادیاں ان کے نام تاج۔ حور۔ نور۔ گوہر اور
شہباز تھے۔ حاج امام مسلم کی زوجہ تھی اور باقی پانچ ہمشیرگان۔ یہ چھ بیبیاں امام حسین کے ہمراہ کربلا آئیں[2]

[1] حضرت عباس کے صرف دو بھائی تھے جعفر اور عبداللہ بہن کوئی نہ تھی۔ (ناقی)

[2] امام مسلم کی کسی سگی یا سوتیلی بہن کے یہ نام نہ تھے۔ (ناقی)

Marfat.com

مگر محرم کی نویں تاریخ کو امام حسین نے حضرت علی کے باطنی ایما پر انہیں ہندوستان کی طرف روانہ کر دیا اور وہاں قیام پذیر ہوئیں۔ جہاں اب ان کی خانقاہ ہے۔ ان کے ورود پر راجہ برہاتری یا نہابرن کے آتشکدے سرد اور بت اوندھے ہو گئے۔ راجہ حیران ہوا۔ اپنے ولی عہد بکرماسہائے کو بھیجا کہ بیبیوں کو پکڑ لائے۔ مگر وہ ان کی نظر توجہ سے بیہوش ہو کر گر پڑا۔ اور ہوش میں آکر مشرف باسلام ہو گیا۔ اس واقعہ پر ہنود میں شورش پیدا ہو گئی۔ جس نے بلوے کی صورت اختیار کر لی۔ بیبیاں خائف ہوئیں اللہ سے دعا مانگی کہ ہمیں نامحرموں کی دستبرد سے بچائے۔ چنانچہ زمین شق ہوئی اور وہ زمین میں سما گئیں۔ پیوندِ خاک ہونے سے پہلے انہوں نے اپنے سات سو چار ساتھیوں سے جو ولی اللہ، حافظ قرآن اور بزرگ تھے۔ فرمایا کہ اپنے اپنے وطنوں کو چلے جاؤ چنانچہ سب اتباعاً للحکم چلے گئے۔ صرف چار حافظ نہ گئے جو ساتھ ہی پیوند خاک ہو گئے۔ راجہ کے نومسلم بیٹے کا نام عبداللہ یا جمال رکھا گیا۔ چنانچہ موجودہ مجاور اسی کی اولاد سے ہیں۔ جو راجپوت کہلاتے ہیں۔ حدیقۃ الاولیاء میں ان بیبیوں کے متعلق مضمون حسب ذیل ہے۔

خاندان اہل بیت سے یہ بیبیاں عقیل بن علی (عقیل حضرت علی کے کسی لڑکے کا نام نہ تھا۔ ہاں بھائی کا نام ضرور تھا۔ ناقل) کی پانچ لڑکیاں تھیں واقعۂ کربلا کے وقت یہ شام میں تھیں۔ امام حسین کی آمد سن کر یہ کربلا میں آئیں۔ مگر ان کے آنے سے پہلے خاتمہ ہو چکا تھا اس واسطے یہ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ بخوف خاندان بنی امیہ روانہ ہوئیں اور لاہور کے باہر آکر قیام کیا۔ بہت ان کے قدم کی برکت سے مشرف باسلام ہوئے۔ یہ خبر جب مسمی بسادراجہ لاہور کو پہنچی اس نے اکثر اپنے دربار کے امیر ان کی خدمت میں بھیجے اور کہلا بھیجا کہ یہاں سے چلی جائیں مگر جو شخص جاتا وہاں ہی مشرف باسلام ہو کر رہ جاتا۔ آخر راجہ کا بیٹا گیا اس نے بھی اسلام کا خلعت پہن لیا راجہ نے جب یہ حال سنا۔ کمال غضب ناک ہوا۔ اور لشکر کے ساتھ ان کے قتل پر آمادہ ہو چلا۔ جب نزدیک پہنچا تو بیبیوں نے خدا کی جناب میں عرض کی کہ ہم کو نامحرموں کی نظر سے بچا لے اور پیوند زمین کر لے۔ چنانچہ سب بیبیاں مع خدام کے پیوندِ زمین ہو گئیں۔ صرف اوڑھنیوں کے پلے قبروں کے نشان کیلئے باہر رہ گئے۔ راجہ کا بیٹا جس کا نام بعد مسلمان ہونے کے جمال رکھا گیا تھا سلامت رہا راجہ اس کو ساتھ لے گیا اور چاہا کہ وہ اپنے قدیم دین کی طرف عود کرے۔ مگر اس نے نہ مانا اور حضرات کی مزار پر مجاور ہو بیٹھا۔ یہ عام روایت لوگوں کی زبانی ہے اور کتاب تحفۃ الواصلین میں بھی یہی مضمون لکھا دیکھا ہے۔

Marfat.com

اس مضمون پر خود صاحب حدیقۃ الاولیاء کا تبصرہ

مفتی غلام سرور صاحب مندرجہ بالا قصہ بیان کر کے لکھتے ہیں کہ قیاس نہیں چاہتا کہ واقعۂ کربلا کے وقت یہ عرب سے ہند میں آئی ہوں۔ مگر ان حضرات کی بزرگی و پُرفیض ہونے میں شک نہیں کہ مکان نہایت متبرک ہے۔ اور کتاب تذکرہ حمیدیہ میں جو مضمون مؤلف کی نظر سے گذرا۔ اس کا لکھنا بھی لطف سے خالی نہیں۔ اگرچہ کتاب خزینۃ الاصفیاء مؤلفہ بندہ میں درج نہیں ہے۔ وہ یہ ہے کہ سید احمد توختہ ترمذی جو لاہور کے بزرگوں میں سے قطب یگانہ و غوثِ زمانہ تھے۔ ان کی پانچ لڑکیاں بی بی حاج بی بی تاج۔ بی بی نور۔ بی بی حور۔ بی بی گوہر اور بی بی شہباز تھیں اور پانچوں عابدہ و زاہدہ و صاحب عبادت و ریاضت تھیں۔ جب چنگیز خاں مغل سے شہزادہ جلال الدین خوارزم نے شکست کھائی اور ہند میں بھاگ آیا۔ تو چنگیز خاں کی فوج اس کے تعاقب میں پنجاب میں داخل ہوئی۔ تمام ملک پنجاب انہوں نے غارت کر لیا۔ شہر لاہور کے لوگ دو مہینے تک ان کے ساتھ لڑتے رہے۔ جب شہر فتح ہوا تو افسر فوج نے حکم دیا کہ شہر کے لوگ سب کے سب قتل ہوں بلکہ کوئی ذیجان حیوان بھی جانبر نہ ہو۔ چنانچہ ہزاروں انسان و حیوان قتل ہوئے۔ اس وقت یہ پانچوں بیبیاں شہر کے باہر اپنے صومعہ میں جہاں ان کا باپ رہتا تھا، موجود تھیں۔ جب مخالفین نے ان کو غارت کرنا چاہا تو انہوں نے دُعا کی کہ الٰہی ہم کو پیوندِ زمین کر لے، اور نامحرم مردوں کی صورت نہ دکھلا۔ چنانچہ دُعا قبول ہوئی، اور زمین نے ان کو اپنے آپ میں چھپا لیا۔ جب مخالفین دیوار توڑ کر مکان میں گھُسے تو کوئی ذیجان وہاں نہ پایا۔ البتہ زنانے کپڑوں کے کنارے زمین کے باہر نظر آئے۔ چند آدمی یہ کرامت دیکھ کر مشرف باسلام ہوئے اور انہوں نے مجاوری اس مزار گوہر بار کی اختیار کر لی۔ یہ تقریر جو مشہور نہیں ہے شاید کوئی اس پر یقین نہ کرے گا۔ عجب نہیں ہے کہ ایسا ہوا ہو اور واقعۂ غارت و قتل لاہور کا ۶۱۴ھ میں واقع ہوا تھا۔ اور سید احمد توختہ کی وفات ۶۰۲ھ میں ہوئی تھی۔ (حدیقۃ الاولیاء صفحہ ۱۳۲ و ۱۳۳)

تذکرۂ حمیدیہ کا پایہ

تذکرہ حمیدیہ جس کا ذکر مفتی غلام سرور صاحب مرحوم نے کیا ہے۔ آج سے سوا چار سو سال پہلے کی تالیف ہے۔ اس کے مؤلف شیخ شہر اللہ بن شیخ رحمۃ اللہ بن تماجی بن کالو لانگاہ ہیں۔ جو

Marfat.com

ملتان کے مشہور حکمران خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس خاندان کے بہادر بادشاہ سلطان حسین لانگاہ نے جو کئی سال سلطان بہلول لودھی اور سکندر لودھی سے معرکہ آراء رہا۔ مؤلف تذکرہ حمیدیہ سے التجا کی کہ وہ دعا سے اس کی امداد اور دستگیری کریں۔ شیخ شہر اللہ کہتے ہیں کہ چونکہ مجھے حضرت سید احمد توختہ ترمذی کے نواسہ سلطان التارکین حضرت حمیدالدین حاکم سے تعلق بندگی تھا اس لئے میں ان کے روضہ متبرکہ واقع مومبارک (جو ٹرنڈہ اسٹیشن ریاست بہاولپور بڑی لائن سے دو میل جانب مغرب ہے۔ نامی) پر حاضر ہو کر ذکر و فکر میں مشغول ہو گیا۔ اور سلطان حسین لانگاہ فلداللہ عمرہٗ دملکہ کی مہمات میں کامیابی کی بشارت حاصل کی اور پھر آپ کے حالات میں کتاب (تذکرہ حمیدیہ) تحریر کی
ایسی ثقہ کتاب سے مفتی صاحب مرحوم نے جو بیان قلمبند کیا ہے اور جس کی تائید تاریخ سے بھی ہوتی ہے وہ یقیناً سنی سنائی باتوں سے زیادہ قابل اعتبار ہے۔

کیا بیبیاں وقتِ واقعۂ کربلا لاہور آئیں ؟

واقعۂ کربلا ۶۱ھ ۶۸۰ء میں واقع ہوا۔ اس وقت تک حضرت ابوبکر۔ حضرت عمر۔ حضرت عثمان اور حضرت معاویہ کے عہد کی فتوحات ایران۔ مکران اور افغانستان تک اسلامی تسلط بٹھا چکی تھیں۔ مگر ہندوستان میں داخلہ نہیں ہوا تھا۔ واقعہ کربلا کے ۳۱ برس بعد حجاج بن یوسف گورنر بصرہ کے بھتیجے محمد بن قاسم نے سترہ برس کی عمر میں راجہ داہر والئ سندھ پر فوج کشی کی۔ کیونکہ اس کے ماتحت قزاقوں نے سندھ کے قریب اسلامی جہاز لوٹ لئے تھے۔ اور راجہ نے نقصان کی تلافی کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اس نوجوان اسلامی جرنیل نے ۷۱۱ء میں چھ ہزار فوج کے ساتھ راجہ کے پچاس ہزار لشکر کو شکست دی۔ اور اس کی سلطنت کے بڑے بڑے شہروں پر جن میں ملتان بھی شامل تھا قبضہ کر لیا۔ قبضہ صوبہ سندھ کے تین سو برس بعد محمود غزنوی نے ۱۰۱۹ء ۴۱۰ھ میں لاہور فتح کیا۔ اور اس وقت سے مسلمانوں کا عمل دخل لاہور میں ہوا۔ کیوں کہ انند پال کے جانشین جے پال ثانی نے تسلیم کردہ خراج دینے سے انکار کر دیا تھا۔ یہ سانحہ کربلا سے قریباً ساڑھے تین سو سال بعد کا واقعہ ہے۔
اس سے پہلے لاہور میں کسی مسلمان بزرگ بالخصوص عورت کا آنا ثابت نہیں۔

عورتیں کفرستان ہند میں کیوں آتیں

ایسے حالات میں جب لاہور میں کیا پنجاب میں کوئی مسلمان موجود نہ تھا کسی مسلمان عورت

Marfat.com

کو کیا پڑی تھی کہ وہ اسلامی ممالک سے منہ موڑ کر تنہا لاہور کا رُخ کرتی واقعہ کربلا سے پیشتر تمام عرب۔ شام۔ مصر۔ عراق۔ ایران۔ فلسطین وغیرہ حلقہ بگوش اسلام ہو چکے تھے۔ اگر کسی بی بی کو شیعیان کوفہ کا خوف تھا۔ (کیوں کہ انہی کے ہاتھوں کربلا کا سانحہ ہوشربا وقوع پذیر ہوا تھا) اور انہیں اپنے قریبی رشتہ دار یزید کا بھی ڈر تھا۔ حالانکہ آل ابی طالب سے جو مرد بھی کوفیوں کے ہاتھ سے بچ کر دمشق پہنچے۔ وہ اس کے گرویدہ ہو گئے۔ چہ جائیکہ عورتیں جن پر کسی غیور عرب نے کبھی حملہ نہیں کیا۔ تو وہ کفرستان کا رخ کرنے کی بجائے حجاز کا رُخ کرتیں۔ جو دمشق کے بعد کوفیوں کے غارت کردہ قافلہ کا امن بنا۔ بنی امیہ کو تو خُدا نے جہانداری اور جہانبانی کا ایسا جوہر عطا کر رکھا تھا کہ شاید و باید وہ کبھی بنی ہاشم سے نہیں اُلجھے۔ حجاج بڑا سخت گیر تھا مگر اسے خلیفہ عبدالملک کا تاکیدی حکم تھا کہ بنی ہاشم سے برسرِ پرخاش نہ ہونا اس نے ایک ہاشمی عورت سے نکاح کر لیا۔ جب خلیفہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے فوراً جدائی کرا دی کیوں کہ بنی امیہ اور بنی ہاشم ایک ہی دادا کی اولاد تھے۔ ان کی ناموس وحرمت مشترک تھی۔ پس یہ بالکل خلافِ واقعہ ہے کہ بیبیاں سانحہ کربلا کے وقت بھاگ کر لاہور آئیں اور مکہ مدینہ نہ گئیں۔

لاہور میں چنگیزی مغلوں کی غارت گری

علاء الدین محمد خوارزم شاہ کے بعد اس کے بہادر بیٹے جلال الدین خوارزم شاہ نے ۱۲۲۰ء میں باپ کی پیٹی اور تلوار زیب تن کی۔ اور چنگیزی ترکوں سے یکسوئی حاصل کرنے کے لئے ہندوستان کا رُخ کیا۔ سندھ کے کنارے اس کا کثیر التعداد غنیم سے مقابلہ ہوا۔ صبح سے شام تک وہ بڑی مردانگی سے لڑتا رہا۔ جب اس نے دیکھا کہ وہ اپنی قلیل جماعت کے ساتھ مقابلہ میں پورا نہیں اتر سکتا تو اس نے ایک نہایت بے جگرانہ حملہ کیا اور زرہ وغیرہ پھینک کر دریا میں گھوڑا ڈال دیا۔ ہمراہیوں نے بھی اس کی متابعت کی۔ کئی ڈوبے اور کئی دشمن کے تیروں کی نظر ہو گئے۔ مگر وہ پار اترنے میں کامیاب ہو گیا اور لڑتا بھڑتا بڑھتا ہی چلا گیا۔ یہاں تک کہ عہد سلطان شمس الدین التمش میں لاہور پر قابض ہو گیا۔ مؤلف تاریخ لاہور نے یہ ۱۲۱۸ء کا واقعہ بتایا ہے۔ مگر غلط معلوم ہوتا ہے۔ کیوں کہ جلال الدین کی تخت نشینی کا سال ۱۲۲۰ء ہے۔ خیر دو تین سال کا ہیر پھیر ہے۔ اس کے تعاقب میں چنگیز خاں کا جرنیل ترتالی کئی ہزار سوار لے کر لاہور پہنچا اور اسے تاخت و تاراج کر دیا۔ اس فوج کے چلے جانے کے بعد جلال الدین ایران کی طرف مراجعت

Marfat.com

فرما ہوا۔ اور اپنے باپ کی عظیم الشان سلطنت کا بہت حصّہ واپس لینے میں کامیاب ہوگیا۔ مگر ۱۲۳۱ء میں اس کی قسمت پھر زوال پذیر ہوگئی اور اسے کردوں کے ایک گاؤں میں جام شہادت نوش کرنا پڑا۔ اس کے بعد خاندان غلامان کے بادشاہ مسعود شاہ علاء الدین کے عہد میں چنگیزی مغلوں نے پھر لاہور پر دسمبر ۱۲۴۱ء میں حملہ کیا کئی ہزار مسلمان شہید ہوئے۔ اور قتل و غارت کا بازار گرم ہوگیا۔ یہی وہ زمانہ ہے جب کہ حضرت سید احمد توختہ ترمذی کی صاحبزادیاں لاہور میں موجود تھیں۔ جب انہوں نے عزت خطرے میں دیکھی تو دُعا کرکے پیوند زمین ہوگئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ ٥

حضرت علی کی صاحبزادیوں کے نام

حضرت علی کی صاحبزادیوں کے نام جو شیعوں کی تاریخ الائمہ مشہور بہ چہاردہ مجالس دلپذیر مؤلفہ سید وزیر حسین خاں صاحب بہادر سب جج رائے بریلی کے صفحہ ۴۴ میں دیئے ہیں حسب ذیل ہیں۔ زینبؓ - ام کلثومؓ - زینبؓ رضیہ - رقیہؓ - ام ایمنؓ - تقیہ - رملہؓ - رملہ صغراؓ - ام ہانیؓ - حمامہؓ - ام الکرامؓ - امامہؓ - ام سلمہؓ - میمونہؓ - خدیجہؓ - فاطمہ ثانیؓ۔

ان صاحبزادیوں کا عقد

کتاب المعارف کے صفحہ ۱۴۰ میں لکھا ہے کہ زینب کبریٰ (بنت سیدہ فاطمہ) کا عقد عبد اللہ بن جعفر سے ہوا تھا۔ ان سے کئی اولادیں ہوئیں جن کا ذکر پہلے ہوچکا ہے۔ ام کلثوم کبریٰ (بنت سیدہ فاطمہ) کا عقد عمر بن خطاب سے ہوا تھا۔ ان سے ایک لڑکا ہوا۔ بعد شہادت عمر ان کا عقد محمد بن جعفر سے ہوا۔ پھر ان کے مرنے کے بعد عون بن جعفر نے نکاح کیا اور انہی کے عقد میں مریں۔ باقی لڑکیاں علی کی سوائے ام حسن و فاطمہ کے عباس و عقیل کی اولاد کے عقد میں تھیں۔ ام حسن کا عقد جعدہ بن ہبیرہ مخذومی سے ہوا تھا۔ فاطمہ کا نکاح سعید بن اسود سے ہوا تھا جو حارث بن اسد کے قبیلہ سے تھے۔

حضرت عقیل برادر علی کی لڑکیوں کے نام

حضرت علی کے بھائی حضرت عقیل کی صرف چار بیٹیاں تھیں ان کے نام ابن قتیبہ کی

Marfat.com

کتاب المعارف مطبوعہ لکھنؤ کے صفحہ ۲ ۱۲ میں درج ہیں۔

(۱) زینب (۲) فاطمہ (۳) ام ہانی (۴) اسمار زوجہ عمرو بن علی بن ابی طالب حضرت جعفر بن ابی طالب برادر حضرت علی کے صرف تین بیٹے تھے (۱) عبداللہ (۲) عون (۳) محمد۔ بیٹی کوئی نہ تھی۔

یہ بیبیاں نہ حضرت علی کی لڑکیاں تھیں نہ عقیل کی

ناظرین! گذشتہ اوراق کے مطالعہ سے آپ پر واضح ہو گیا ہوگا کہ بی بی حاج بی بی تاج۔ بی بی حور۔ بی بی نور۔ بی بی گوہر۔ بی بی شہباز حضرت علی یا ان کے بھائی عقیل کی صاحبزادیاں کے نام نہ تھے۔ بنظر غائر دیکھنے سے ایک اور حقیقت آشکارا ہو گی۔ کہ گوہر اور شہباز فارسی الفاظ ہیں۔ عربی نہیں۔ پس یہ نام عجمی ممالک میں پیدا شدہ اشخاص کے ہو سکتے ہیں نہ کہ عرب کے باشندوں کے۔ مزید براں ان بیبیوں کے معرکہ کربلا کے وقت بھاگ کر لاہور پہنچنے کا قصہ بھی محض بے حقیقت ثابت ہو چکا ہے۔ کیوں کہ پہلی صدی ہجری میں یہ شہر بالکل کفر کا گھر تھا۔ کوئی مسلمان یہاں نہیں پہنچا تھا لہٰذا پردہ دار ہاشمی خواتین کا اکیلے غیر اسلامی بستی میں آبسنے کا قصہ بالکل من گھڑت ہے۔ امام حسین کو جب معلوم ہوا کہ ان کے تایا زاد بھائی مسلم بن عقیل کوفیوں کی غداری کا شکار ہو گئے تو انہوں نے واپسی کا ارادہ کر لیا۔ مگر حُر نے جانے نہ دیا اسی طرح میدان کربلا سے بھی شمر کی رکاوٹ کی وجہ سے نہ نکل سکے۔ جب امام جو شجاع مرد اور جانثار ساتھیوں والے تھے۔ دشمنوں کے پنجہ سے نہ چھوٹ سکے تو بیبیاں کہاں جا سکتی تھیں اور یہ بات یوں بھی بہادر اور عربی عورتوں کی شان کے منافی تھی کہ اپنے عزیزوں کو گرفتارِ مصیبت چھوڑ کر خود کفرستان کی طرف بھاگ جائیں۔ حضرت علی کے باطنی ایما کا قصہ بھی محض ایجاد بے بنیاد ہے۔ سیدہ زینب وغیرہ بیبیاں میدان کربلا میں موجود تھیں مگر انہوں نے آخر تک اپنے بھائیوں کا ساتھ دیا۔ اور بڑی دلیری سے کربلا و کوفہ و دمشق میں گفتگو کرتی رہیں۔ اور کسی نے انہیں اُف تک بھی نہ کہی۔ ہاں شہر بانو کے متعلق ضرور شیعی روائتیں ہیں کہ وہ گھوڑے پہ چڑھ کر بھاگ گئی تھی تاکہ تکلیف سے محفوظ رہے۔ مگر جن بیبیوں کا بھاگ کر لاہور آنا بیان کرتے ہیں وہ ہاشمیہ تھیں۔ ایرانی نہ تھیں کہ بھائی بندوں کو گرفتار بلا دیکھ کر اپنی جان بچانے کی خاطر فرار اختیار کر جاتیں یہ تمام جھوٹے قصے ہیں۔ ان میں سچائی مطلق نہیں۔ پھر یہ روایت کہ وہ پہلے شام (صوبہ دارالسلطنت یزید) میں تھیں۔ امام حسین کی آمد سُن کر کربلا میں آئیں۔ مگر ان

Marfat.com

کے آنے سے پہلے خاتمہ ہو چکا تھا۔ اس واسطے بخوفِ خاندان بنی امیہ بھاگ کر لاہور آئیں کس قدر مضحکہ خیز ہے کہ واقعہ کربلا سے پہلے تو شام کی اقامت میں کوئی خوف نہ تھا۔ مگر اس کے بعد اس قدر خائف ہوئیں کہ تمام اسلامی دنیا چھوڑ کر کفرستان کو ہجرت کر گئیں حالانکہ بنی امیہ کو نہ کبھی ہاشمی عورتوں سے پرخاش تھی نہ ہوئی۔ مزید برآں حضرت عقیل کی بنی امیہ سے موافقت تھی۔ کتاب المعارف میں لکھا ہے کہ انہوں نے اپنے بھائی علی کو چھوڑ کر معاویہ کی جنبہ داری اور شرکت کی تھی۔ پس یزید سے ان کی بیٹیوں کو کیا خوف تھا۔

حضرت سیدّ احمد توختہ ترمذ سے لاہور میں

تذکرہ حمیدیہ میں لکھا ہے کہ حضرت پیران پیر سید شیخ عبد القادر جیلانی کے دادا پیر حضرت ابراہیم ابوالحسن علی ہنکاری رہنکار سے جس کا تلفظ قاضی احمد الشہیر بہ ابن خلقان ہکار لکھتے اور بتاتے ہیں۔ کہ وہ ایک موضع ہے بلاد موصل سے مشرق کی طرف) کی اولاد سے شیخ ابوالعلی سیستان سے خطۂ کیچ مکران میں آئے اور اہل کیچ نے جو موجودہ فرمانروا کے جور و ستم سے تنگ آئے ہوئے تھے۔ آپ کو اپنا سلطان منتخب کر لیا۔ ان کے بعد ان کے بیٹے سلطان رشید الدین فرمانروا ہوئے اور یہی وہ سلطان ہیں جن کا نام نامی پانچ بزرگ سلاطین کے زمرہ میں شمار ہوتا ہے ان کے بیٹے سلطان قطب الدین کے عہد میں حضرت سید السادات جو امام علی اصغر زین العابدین کی اولاد سے تھے۔ اپنے وطن ترمذ سے جو ایران میں واقع ہے کیچ میں بمعہ اہل و عیال تشریف لائے اور سلطان موصوف کے بیٹے شہزادہ بہاء الدین کی شرافت و نجابت کے گرویدہ ہو کر اپنی صاحبزادی بی بی حاج کا نکاح ان سے کر دیا۔ ان سے تین بیٹے پیدا ہوئے۔ ایک شہزادہ جمال الدین (۲) شہزادہ ضیاء الدین (۳) شہزادہ حمید الدین مؤخر الذکر شہزادہ کا سالِ ولادت لفظ شرع سے برآمد ہوتا ہے یعنی ۵۷۰ھ تاریخ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت بغداد میں خلفائے عباسیہ میں سے مشہور عادل خلیفہ المستضی بامر اللہ فرمانروا تھا۔ جس کا نام سلطان صلاح الدین ایوبی نے مصر میں داخل خطبہ کیا تھا۔ لاہور میں اس وقت خاندان غزنویہ کے اکیسویں اور آخری سلطان خسرو الملک تاج الدولہ کی حکومت تھی۔ جو بعد ازاں ۵۸۲ھ میں غوریوں نے ضبط کر لی۔ فاتح کا نام سلطان شہاب الدین مشہور محمد غوری ہے جس نے پہلے سندھ اور ملتان ۵۷۱ھ میں فتح کیا۔

Marfat.com

پھر ۵۸۲ھ میں غزنویوں کو لاہور میں شکست دی اور اس کے ۶ سال بعد ۱۱۹۲ء میں بمقام تھانیسر راجپوتوں کو سخت شکست دی۔ اس لڑائی میں نہ صرف مہاراجہ پرتھوی راج مارا گیا۔ بلکہ ایک سو پچاس راجے جو اس کے ممد و معاون بن کر آئے تھے اکثر کام آئے قنوج ۱۱۹۳ء میں فتح ہوا۔ اور پھر گوالیار۔ بندھیلکھنڈ اور بنگال یہ پہلا موقع تھا کہ ہندوستان اسلامی حکومت کا مرکز قرار پایا۔

یہی وہ زمانہ تھا جب کہ حضرت سید احمد توختہ ترمذی رونق افروز لاہور ہوئے جب سید صاحب موصوف لاہور میں مقیم تھے۔ تو ان کے داماد سلطان بہاء الدین کیچ میں دس سال حکومت کے بعد سلطنت کا نظام اپنے بھائی سلطان شہاب الدین ابوالبقار کے سپرد کر کے شہزادگان جمال الدین وضیار الدین کو ساتھ لے کر مکہ شریف کی طرف متوجہ ہوئے اور واپسی پر یمن صالح میں انتقال فرما گئے۔ اس کے بعد سلطان شہاب الدین نے دو سال کی حکومت کے بعد تخت و تاج شہزادہ حمید الدین کے سپرد کر دیا۔ آپ نے چند سال بڑے عدل و انصاف سے حکومت کی اور پھر اس قسم کا واقعہ پیش آنے پر جو سلطان ابراہیم ادہم کی ترک شاہی کا موجب بنا تھا بادشاہی چھوڑ دی اور اپنے چچا زاد بھائی امیر تلبغہ[1] فرمان دہی بخش کر فقیرانہ لباس زیب بر کر کے اپنے نانا سید احمد توختہ ترمذی کی خدمت میں لاہور حاضر ہوئے اور مجاہدہ و ریاضت سے صفائے باطن حاصل کی۔ سید صاحب موصوف سلطان التارکین حضرت حمید الدین حاکم ہی کی موجودگی میں واصل بحق ہوئے۔ اور آپ ہی نے محلہ چلہ بیبیاں میں (جو ان کی صاحبزادیوں کی چلہ کشی کی وجہ سے اس نام سے موسوم ہے) دفنایا اور خود حسب وصیت نانا صاحب مرحوم حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کی خدمت میں بغداد تشریف لے گئے۔

---

[1] امیر تلبغہ کے متعلق اذکار قلندری مؤلفہ پیر فرخ بخش صاحب مرحوم مدفون برتہ پیراں میں مسطور ہے کہ وہ سلب حکومت کے بعد اپنے بھائی ملک سرور بانی قصبہ رسول کوٹ جس کے کھنڈرات موضع شاہ کوٹ مضافات سانگلہ ہل قریب روضہ شاہ ابوالخیر بن عمر حسینی خلیفہ حضرت عبدالجلیل چوہڑ شاہ بندگی لاہوری کے قریب ہیں۔ اور ملک سرور کا مزار المشہور بسوک سرور بھی وہیں ہے۔ ہمیت سلطان شمس الدین التمش سے ملاقی ہوئے۔ سلطان نے بڑی تکریم و تواضع کی امیر کیچ کران نے لاہور میں سکونت کے لئے مکان بنایا جو اب تک بہ اسم تلبغہ مشہور ہے۔ (افسوس! مجھے اس مکان کا پتہ نہیں چلا۔ نامی)

Marfat.com

سیدہ حاج کی اولاد مُومبارک اور اس کے مضافات میں

سیدہ حاج علیہا الرحمۃ کے فرزند ارجمند سلطان التارکین حضرت حمید الدین حاکم المتوفی ۵۰۲ھ کو شیخ شہاب الدین سہروردی نے بغداد سے اپنا خاص مصلےٰ بطور تبرک عطا کر کے رخصت فرمایا۔ اور کہا کہ آپ کا باقی نصیب شیخ رکن الدین نبیرۂ شیخ بہاء الدین سہروردی ملتانی کے پاس ہے جو تا حال پیدا نہیں ہوئے۔ آپ بغداد سے ملتان کی طرف روانہ ہوئے۔ راہ میں مُومبارک میں (جس کی زیارت میں جنوری ۱۹۱۴ء میں کر چکا ہوں) اور جو حسب بیان بہاولپور گزیٹر رائے سی باسی دوم کے چھ قلعوں میں سے ایک ہے، نزول اجلال فرمایا۔ تاریخ مراد میں مسطور ہے کہ یہ رائے ہنس کروڑ کی تعمیر ہے جس نے یہ اپنی ماں کے لئے بنوایا تھا لہذا بنام مشہور ہوا۔ تیسرا قول یہ ہے کہ حضرت ... کے زمانہ میں اس کی بنیاد رکھی گئی تھی۔ اور رانا کلس اس پر قابض تھا۔ ازاں بعد سلطان محمود غزنوی نے رائے بھوج کی حکومت میں اسے فتح کیا۔ اس کی فصیل چھ سو گز کے دائرہ میں ہے۔ اس کے برجوں میں سے اب فقط ایک پچاس فٹ بلند موجود ہے۔ دیواریں نہایت سنگین اور مضبوط ہیں۔ اب اس میں تین سو گھروں کی آبادی کا ایک گاؤں ہے۔

حضرت سلطان حاکم اور ان کی اولاد کے مزار بھی ایک وسیع چار دیواری میں اسی قلعہ میں بلندی پر واقع ہیں۔ قلعہ سے نیچے کی آبادی مجاوروں کی ہے۔ جو اس جوگی کی اولاد ہیں۔ ... کو سلطان حاکم نے بزورِ کرامت مسلمان کیا اور نام زین الدین رکھا تھا۔ راجہ رتن بھوج ... رائے لکھ سنج اور اس کے بھائی ہندو رائے اور تلور رائے بمعہ فرزندان شمیر و اکیشر بھی آپ ہی کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے۔

... حضرت حاکم کو شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی نے اپنے مرید قاضی کبیر ساکن موضع واتر کے ذریعے ملتان بلایا۔ اور یہ معلوم کر کے بہت خوش ہوئے کہ آپ حضرت ابوالحسن علی ... کی نسل سے اور حضرت سید احمد توختہ ترمذی کے نواسے ہیں۔ اور محض خوشنودیٔ محبوب رب العالمین کے لئے حکومت چھوڑ کر فقر اختیار کر بیٹھے ہیں۔ پس آپ نے بڑی خوشی سے ... صاحبزادی فاطمہ کا نکاح آپ سے کر دیا۔ اس رابعۂ زمانہ سے آپ کے ہاں حضرت ... الدین پیدا ہوئے جو ایسے باخدا مرد تھے کہ ان کی جمالیت کی ایک نظر اوتار بنا دیتی تھی۔

Marfat.com

آپ کا مزار مُومبارک میں ہے۔ اس کے پاس ہی دائیں طرف شیخ رکن الدین حاتم برادر علاقی شیخ حاکم ان کے نانا قاضی رفیع الدین صاحب عباسی ہاشمی گورنر صوبہ بھکر اور سلطان حاکم کے مزارات ہیں۔ حضرت نورالدین کے سوتیلے بھائی شیخ تاج الدین جن کی اولاد مومبارک اور اس کے مضافات اور پنڈی شیخ موسےٰ ضلع لائل پور میں لاکھوں کنال زمین کی مالک ہے، کا مزار ملتان میں شیخ رکن الدین ملتانی کی والدہ ماجدہ کے روضہ کے پاس ہے

سیّدہ حاج کے پوتے کی اولاد لاہور اور اس کے جوار میں

حضرت نورالدین کے پوتے عبدالعزیز بن شہاب الدین کے پوتے حضرت عبدالجلیل چوہڑ شاہ بندگی قطب العالم بن شیخ ابوالفتح بن عبدالعزیز نویں صدی ہجری میں رسُول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے باطنی اشارہ سے مومبارک سے لاہور وارد ہوئے۔ اور خطہ کوٹ کروڑ کو جہاں اب آپ کی خانقاہ میکلوڈ روڈ پر واقع ہے شرفِ ورود بخشا اور ہزارہا گمراہوں کو اسلام کی راہ ہدایت پر لے آئے ہیں نے آپ کے حالات میں تذکرہ قطبیہ ۱۹۱۳ء میں اور تبرک عرس اسی سال ۱۹۳۵ء میں چھپوا کر مفت تقسیم کیا ہے۔ سلطان حاکم کے حالات میں تذکرہ حمیدیہ ۱۹۱۵ء میں شائع ہوا تھا۔ اور سید توختہ کے حالات بابرکات ۱۹۱۴ء میں طبع ہوئے تھے۔

حضرت قطب العالم کے دو بیٹے تھے۔ (۱) حضرت ابوالفتح نواسۂ سلطان بہلول لودھی جن کی اولاد لاہور، رتہ پیراں، بھٹے وڈ، کوٹلی پیراں میں آباد ہے۔ (۲) پیر بہاء الدین کے نواسہ ملک بجلی خاں کھوکھر یکے از مقرب امرائے سلطان موصوف ان کی اولاد قریشیا نوالہ، بنی پور پیراں، پنڈی، گنجی، بھگوتی، پیر کوٹ وغیرہ (ضلع شیخوپورہ) میں بستی ہے۔ تمام اولاد قطب العالم مضافات لاہور میں پندرہ گاؤں کی اور مرید ۶۲ دیہات کے مالک ہیں جن کی تفصیل تذکرہ قطبیہ میں درج ہے۔

اولاد حضرت سید احمد توختہ ترمذی کا فرض

سید صاحب موصوف کی نرینہ اولاد سے اس وقت لاہور ہی میں سید منور علی شاہ صاحب۔ سید اظہر حسن صاحب زاہدی بی اے بمعہ متعلقین آباد ہیں اور بتاتے ہیں

Marfat.com

کہ غازی پور، ساڈھورہ، سہارن پور، بجنور، شاہجہان پور، ملک مالوہ جونپور ، کرئے جرو
داعی پور، ساڈھی، پاکٹے، چٹگام، ملک بنگال، خیر آباد ضلع سیتا پور سیاناعلی پور چودہ
متصل کالپی (صوبہ متحدہ)، بھوپال اور سید گڑھی وغیرہ الغرض بالآخر مواضع میں ان کے
اہل برادری بستے ہیں۔

سید صاحب موصوف کی دختری اولاد کو تر لاہور اور جوار لاہور میں کافی اثر و رسوخ
حاصل ہے۔ان سب کو بیبیاں پاکدامن کے مزارات سے وابستگی اور عقیدت رکھنی چاہیئے۔
کیونکہ سب سے زیادہ انہی کو ان سے خاندانی تعلق ہے مجاوری ان کا پیشہ نہیں ہے۔
خیال یہ رکھنا چاہیئے کہ جس طرح اس درگاہ کے گردو پیش کا قبرستان منہدم ہوکر اور
بک کر اغیار کے قبضہ میں جارہا ہے۔ یہ بھی خدانخواستہ نہ چلا جائے۔اس پر اہل سنت کا
قبضہ بحال رہنا چاہیئے۔ماتم شعار لوگوں کا اس پاک درگاہ سے نہ کوئی تعلق ہے نہ ہو۔

سلسلہ شاریہ منقول از تذکرہ حمیدیہ قلمی،

حضرت سلطان التارکین غوث العالمین ختم المجتہدین شیخ المقربین حمید الملت
والشرع والدین شیخ حاکم ابوالغیث القریشی الہاشمی الہنکاری آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اول تبرک خرقہ شاریہ اپنے نانا سید السادات سید احمد توختہ سے حاصل کیا۔
انہوں نے برہان السالکین قطب العارفین شیخ احمد نوربخش سے۔انہوں نے اپنے
پیر شیخ السالکین نجم الدین سفراوی سے۔انہوں نے اپنے پیر شیخ شرف الدین جرجانی
سے۔انہوں نے تقی الدین احمد صفا سے۔انہوں نے مقری الصباغ الجرجانی سے انہوں
نے کمال الدین حسن طیبی سے۔انہوں نے بدرالدین سید علی طیبی سے انہوں نے شیخ
نورالدین طیبی سے۔انہوں نے سلطان العارفین ابو یزید بسطامی سے اور وہ خلافت رکھتے
تھے حضرت امام جعفر صادق سے اور وہ اپنے والد امام باقر سے اور وہ اپنے والد
حضرت امام زین العابدین سے اور وہ اپنے والد امام حسین شہید کربلا سے اور وہ
حضرت خاتم النبین احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔
دسویں بسہ سلطان حاکم کو خرقہ خلافت سلسلہ جنیدیہ بتوسط آبائے خود تا شیخ
ابوالحسن علی ہنکاری خلیفہ شیخ طرطوسی سے حاصل ہوا۔اور خرقہ سہروردی شیخ رکن الدین علاؤالدین سے

Marfat.com

تاریخ وفات حضرت سید احمد توختہ ترمذی والد بیبیاں پاکدامن مرشد پنجاب ۶۰۲ھ

شد بہ بزم احمدی چوں زیں سرا — سید احمد شہ برنا و پیر
پیر ہادی میر عالی جاہ گو — رحلتش سید ولی میر کبیر
مہتاب دین احمد کن رقم — آفتاب حسن اے روشن ضمیر
ماہ روشن یا ولی روشن است — بادشاہ نامدار اے دستگیر
ہم زہے شمع یقیں شد جلوہ گر — از خرد تاریخ آں مہر منیر
سید احمد حبیب حق ملت — ہادی بے مثل سالش بے نظیر

۶۰۲ھ

(ماخوذ از گنج تاریخ صفحہ ۱۲)

غلام دستگیر نامی
محلہ چلہ بیبیاں لاہور

Marfat.com

فقیہ ملت حضرت علامہ مفتی جلال الدین احمد امجدی مدظلہ العالی
(براؤں شریف بھارت)

کے

تاثرات

ادارہ معارف نعمانیہ لاہور کی مطبوعات دستیاب ہوئیں ، نگاہ کی کمزوری کے باوجود ہم نے ان میں سے اکثر کا بالاستیعاب مطالعہ کیا ، ہر ایک کو بہت مفید پایا ۔ ادارہ فیض الرسول کے دیگر لوگوں نے بھی بہت پسند کیا ۔ پھر یہ جان کر بے انتہا مسرت ہوئی کہ اس طرح کی نئی دیدہ زیب کتاب ہر ماہ مفت تقسیم ہوتی ہے اور قلیل عرصہ میں ایک لاکھ سے زائد کتب و رسائل ملک اور بیرون ملک جاپان و امریکہ اور فرانس و برطانیہ تک مسلمانوں کے گھروں میں پہنچائے گئے ۔

ادارہ معارف نعمانیہ وقت کا اہم تقاضا پورا کر رہا ہے ۔ دعا ہے کہ اسی طرح اسلام و سنیت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت کرتا ہوا وہ ہمیشہ زندہ و تابندہ رہے اور خدائے عزوجل اس کے بانی و معاونین کو اجر جزیل و جزائے جلیل بے مثیل سے سرفراز فرمائے اور سب کو سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دامن کرم کا سایہ نصیب فرمائے ۔ آمین بجرمۃ النبی الکریم الامین علیہ الصلاۃ والتسلیم

جلال الدین احمد الامجدی

براؤں شریف ۔ انڈیا
۲۵ جمادی الاخریٰ ۱۴۱۲ھ

Marfat.com

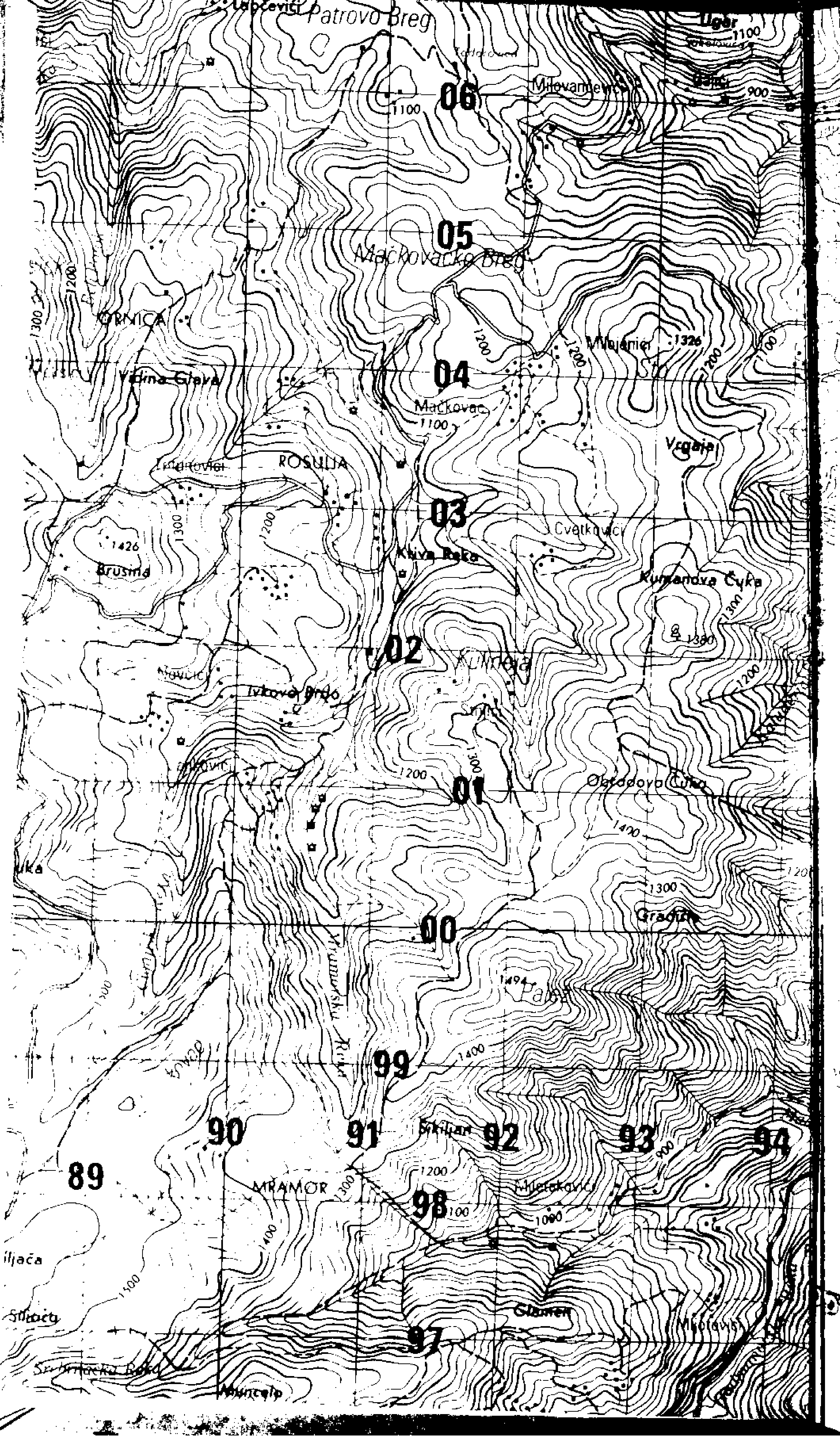

Patrovo Breg
06
05
Mačkovačko Breg
ORNICA
04
Mačkovac
ROSULJA
1426
Brusina
03
Kriva Reka
Kumanova Čuka
Vrgaja
1326
1380
02
01
Obradova Čuka
00
Gradište
1494
99
89
90
91
92
93
94
MRAMOR
98
97

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com